Majallah-yi Talim o Tahqiq

مجلہ تعلیم و تحقیق

Markaz Talim o Tahqiq, Gulshan-e-Taleem,
Sector H-15, Islamabad, Pakistan

مرکز تعلیم و تحقیق، گلشنِ تعلیم، ایچ۔۱۵، اسلام آباد، پاکستان

ISSN (P): 2618-1355, **ISSN (Online):** 2618-1363

Issue 2,Vol 5, April-June,2023

شمارہ ۲، جلد ۵، اپریل—جون، ۲۰۲۳

تفسیر اشاری کے حوالے سے تفسیر روح المعانی میں علامہ آلوسی کا منہج: ایک تحقیقی مطالعہ

Allama Alusi's methodology in Tafsir Rooh al-Ma'ani with reference to Tafsir Ashari: An Exploratory Study

سمیرا اشرف[1]

ڈاکٹر محمد عاطف اسلم راؤ[2]

Keywords:

Spiritual commentary, Cynical ideas,Styles and methods,Commentary sayings,Previous interpretations

Abstract:

Tafsēr e Ishari is a significant and prominent type of exegesis, whose tradition exist from the Era of Prophethood till date in the Islamic Ummah especially in Sufia. The Narrations of the First Ever Greatest Exegete Prophet Muhammad ﷺ, the Saying of His Holy Companions and the commentary literature of great Muslim Sufi Exegetes in the best example and evidence of this. The field of exegesis has also gone through the process of evolution and has come up with various types, one of which is Tafsir e Ishari. One of the great scholars of Tafsir e Ishari is Allama Shahab Al-ddin Mehmood Bin Abd Allah Aalusi, who was a mystic and great scholar of Tafsēr. Tafsēr Rooh Al Māni fi Tafsēr Al Qur'ān Al.Azēm wa Sabē Al-Masani is his great scholary work which is also known as Tafsēr e Aalusi. Following the footsteps of great scholars he has discussed linguist, Islamic Fiqqah, Rhetoric, Hadith and Mysticism. This research article presents a research analysis of his common methodology of research in general and Tafsēr e Ishari in particular. The methodology of this research work is descriptive and critical approach. As there is no such type of comprehensive work in Urdu up to my knowledge, so this article will be a qualitative addition to the research word.

1۔ ٹیچنگ ایسوسی ایٹ، شعبہ علوم اسلامی، جامعہ کراچی

2۔ شعبہ علوم اسلامی، جامعہ کراچی

تمہید

قرآنِ کریم کا اعجاز ہے کہ اتنے بڑے مفسرین کی تفسیر و تشریح کے بعد بھی جب اگلا مفسر قلم اٹھاتا ہے تو قرآنی آیات اس کے سامنے بھی اپنے نئے رازوں سے پردے ہٹاتی چلی جاتی ہیں۔ گزشتہ چودہ سو سالوں سے جاری یہ سلسلہ تاقیامت جاری و ساری رہے گا کہ اس کتاب کے نہ ختم ہونے والے اسرار و رموز کھلتے چلے جائیں گے۔ خوش قسمت ہیں وہ لوگ جن کا نام اس کتاب کے ساتھ مدرسہ و مکتب میں اور محراب و ممبر پر لیا جاتا ہے۔ انیسویں صدی عیسویں کے مشہور مفسر علامہ آلوسی کا شمار بھی ان خوش نصیب لوگوں میں ہوتا ہے۔ آپ کا عظیم کارنامہ "تفسیرِ روح المعانی" ہے۔

علامہ آلوسی کا تفسیری مقام بہت بلند ہے جو ان کے معاصرین اور بعد کے علماء میں بھی مقبول ہوا۔ آپ کا اسلوبِ تفسیر جداگانہ ہے۔ آپ کے دور سے قبل صوفیانہ تفسیر میں مذموم نظریات مدغم ہو کر تفسیرِ اشاری کی روح کو غبار آلود کر چکے تھے لیکن آپ نے اسلوبِ متقدمین کو مدِ نظر رکھتے ہوئے تفسیرِ اشاری سے ان تمام مذموم نظریات کی گرد کو صاف کیا اور اعلیٰ اسلوب و مناہج پر مبنی تفسیر لکھی جسے بہت سراہا گیا۔ آپ نے اپنے تفسیری اقوال میں گزشتہ تفاسیر کے خلاصے کو سمیٹ کر رکھ دیا ہے اس لیے اسے سابقہ تفاسیر کا خلاصہ بھی کہا جاتا ہے۔

کلیدی الفاظ: تفسیر اشاری، مذموم نظریات، اسلوب و مناہج، تفسیری اقوال، سابقہ تفاسیر

تفسیر اشاری کا تعارف

تفسیر اشاری قرآن کریم کے وہ الہامی معنیٰ ہیں جن میں روحانیت اور باطن کی اصلاح کے معنی پوشیدہ ہوتے ہیں۔ یہ علم لدنی کی ایک صورت ہے اور الہاماتِ الٰہی کے ذریعے رب تعالیٰ کی مقرب ہستیوں کے قلوب پر القا کیے جاتے ہیں۔ چوں کہ یہ معانی قرآن کے ظاہری معنی کے مماثل اور مترادف ہوتے ہیں اسی لیے محمود قرار دیے جاتے ہیں۔ ان پر عمل سے اصلاح انسانی اور قلوب و اذہان کی صفائی ممکن ہے۔

شیخ زرقانی رقم فرماتے ہیں:۔ "قرآن کی تفسیر ظاہری معانی لئے بغیر، باطنی اشارات کو مد نظر رکھتے ہوئے بیان کرنا تفسیرِ اشاری کہلاتا ہے۔ ان باطنی اشارات تک رسائی صرف اربابِ تصوف کو ہوتی ہے جب کہ اس علم میں آیات کی تفسیر میں باطنی اور ظاہری معانی کو جمع کرنا بھی ممکن ہوتا ہے۔"[3]

امام غزالی تفسیرِ اشاری کی تعریف میں بیان فرماتے ہیں:۔ "قرآن میں سارے کلمات "تفسیرِ اشاری" کا احتمال رکھتے ہیں، یہ اسرار ہیں۔ یہ ان پر کھلتے ہیں جو دل کی پاکیزگی اور علم کا رسوخ رکھتے ہیں۔ قرآن کی تفسیر بیان کرنے کے لئے دنیا کے سارے سمندر سیاہی بن جائیں، سارے درخت قلم بن جائیں تب بھی قرآن کے اسرار و رموز ختم نہیں ہوں گے۔ دراصل "تفسیرِ اشاری" قرآن کی ظاہری تفسیر کو مکمل کرتی ہے کیوں کہ وہ ظاہر کے منافی نہیں ہوتی۔[4]

تفسیر ظاہری چوں کہ روایات و ارشادات کا مجموعہ ہے اس لیے اس کی حیثیت مسلم ہے۔ جب کہ تفسیر اشاری، تفسیر بالرائے کی ایک صورت ہے، اس کے بارے میں علماء کرام کی آراء مختلف ہیں۔ ایک فریق اس کو گمراہی سمجھتے ہیں جب کہ دوسرے فریق کے نزدیک اگر ایسی تفسیر درست مقصد سے مطلوبہ شرائط کے مطابق ہو تو یہ کمال عرفان کی علامت ہے۔ مثلاً عبداللہ بن عباس نے سورۃ نصر کی تفسیر میں فرمایا کہ اس میں

---

[3] ۔ محمد عبدالعظیم الزرقانی، **مناھل العرفان فی علوم القرآن**، (بیروت، عیسیٰ البابی الحلبی وشرکاہ، 1943ء)، ج2، ص56

Muhammad Abd Al-Azēm al-Zarqānī, **Mnāhil Al-Irfān fī Ulōm Al-Qur'ān**,(Beirut: Eēsā al-Bābī al-Halbī wa shurkā,1943) vol. 2, p. 56.

[4] ۔ محمد بن محمد الغزالی، **احیاء علوم الدین**، (بیروت، دارالاندلس، 1996ء)، ج1، ص293.

Muhammad Bin Muhammad al-Ghzālī, **AhyāUlōm Al-Dīn**,(Beirut: Dār al-Undlus,1996) vol. 1, p. 293.

آپ ﷺ کی رحلت کی جانب اشارہ تھا۔ فرمایا:"اجل رسول الله ﷺ اياه"[5] اس پر حضرت عمر نے ان کی بہت تصویب وحوصلہ افزائی فرمائی تھی۔

تفسیر اشاری کا حکم

مفسرین کرام نے تفسیر اشاری کا حکم یوں بتایا ہے کہ اگر وہ لغت عربی کے تقاضوں سے ہم آہنگ ہو، اس کی صحت پر دلالت کرنے کے لیے کوئی شرعی شاہد موجود ہو اور کوئی شرعی معارض بھی موجود نہ ہو تو ایسی تفسیر قابل قبول ہو گی وگرنہ رد کر دی جائے گی۔[6] اس کی مقبولیت سے مراد یہ ہے کہ اس سے انکار نہیں کیا جائے گا نا کہ اس پر عمل کرنا یا اس کی اتباع کرنا واجب ہے۔[7] علامہ صابونی نے اس کے حکم کو بیان کرتے ہوئے کچھ شرائط کا خلاصہ کیا ہے، جن کے تحت تفسیر اشاری مقبول قرار دی جاتی ہے، جو کہ درج ذیل ہے:۔

- تفسیر اشاری اور قرآن کریم کے ظاہری معنی میں ٹکراؤ نہ ہو۔
- اس میں قرآن کے ظاہری معنی کا انکار نہ ہو۔
- وہ بعید اور دور از کار تاویلات سے عبارت نہ ہو۔
- وہ عوام الناس کے اذہان کو تشویش میں ڈالنے والی نہ ہو۔[8]

ڈاکٹر حسین علی عکاش نے ان پر دو مزید شرائط کا اضافہ کیا:۔

- تفسیر کنندہ علوم ظاہری میں کامل دسترس رکھتا ہو۔
- تدین اور علمی پختگی کے ساتھ مضبوط عمل کا حامل ہو کیوں کہ تفسیر اشاری کے لیے مطلوبہ صفائی قلب و باطن بدونِ مجاہدہ کے ناممکن ہے۔ یعنی ظاہری علوم کے ساتھ علمِ لدنی یا وہبی علوم بھی اس کے مقتضیات میں سے ہیں۔[9]

لہٰذا اگر تفسیر اشاری ان شرائط پر پوری اترتی ہے تو تفسیر مقبول ہو گی اور مفسر اللہ تعالیٰ کا برگزیدہ اور مقرب بندہ شمار ہو گا۔ لیکن اگر تفسیر اشاری میں مطلوبہ شرائط کو ملحوظ نہ رکھا جائے تو پھر ایسی تفسیر گمراہی اور زندقہ کا سبب بن جاتی ہے، جیسا کہ باطنیہ، قادیانیوں اور دیگر اہل باطل نے اس کی آڑ میں کتاب اللہ کے ساتھ کھلواڑ کیا ہے۔

---

[5]۔ محمد بن اسماعیل بخاری، **صحیح بخاری**، (جدہ، دار طوق النجاۃ، 1422ھ)، ج6، ص9.

Muḥammad bin Ismā'īl al-Bukhārī, ***Al-Jāmi' Al-Ṣaḥīḥ***, (Jada:Dar Toq Al-Njat,1422H), vol. 6, p.9.

[6]۔ مناع بن خلیل قطان، **مباحث فی علوم القرآن**، (بیروت، مکتبۃ المعارف للنشر والتوزیع، 2000ء)، ج1، ص368.

Mna'a bin Khalīl Qatān, **Mabahiš fī Ulōm Al-Qur'ān**, (Beirut: Maktba Al-Ma'arif Linashar, 2000)vol.1, p.368.

[7]۔ الزرقانی، **مناھل العرفان فی علوم القران**، ج2، ص81.

Al-Zarqānī, **Mnāhil Al-Irfān fī Ulōm Al-Qur'ān**, vol. 2, p. 81.

[8]۔ محمد علی صابونی، **التبیان فی علوم القرآن**، (کراچی، مکتبۃ البشریٰ، 2011ء) ص121.

Muhammad Ali Sabōnī, **Al-Tibyān fī Ulōm Al-Qur'ān,**(Karachi: Maktaba Al-Bushra,2011) p.121.

[9]۔ ڈاکٹر حسین علی عکاش، **التفسیر الصوفی الاشاری للقرآن الکریم: منہج الاستنباط والدلالۃ الجدیدہ**، مجلہ العلوم الانسانیۃ والتطبیقیۃ، (جامعہ المرقب، کلیۃ الادب والعلوم بزلیتن، جون، 2008ء، شمارہ 17)، ص45.

Dr. Husain Akāsh, **Al-Tafsīr Al-Sofi Al-Ishari lil Qur'ān Al-Krim: Manhaj Al-Istnbat wa Al-Dlal at Al-Jadidah**, Magazine Al-Ulōm Al-Insaniat, June, 2008) vol.17, p.45.

علامہ آلوسی کا مختصر تعارف

ابو الثنا شہاب الدین محمود بن عبداللہ آلوسی حسینی، مفسر، محدث اور ادیب تھے۔ 1217ھ بہ مطابق 1802ء کو بغداد میں پیدا ہوئے۔ سلفی العقیدہ اور مجتہد تھے۔ آپ نے حصول علم کے لیے بڑے سفر کیے۔ بغداد میں 1270ھ بہ مطابق 1854ء کو وفات پائی۔ اپنے دور کے بڑے علماء میں سے ایک تھے۔[10] فقہ واصول فقہ، تفسیر، حدیث، علم ہیئت اور صرف ونحو پر آپ کو مکمل عبور حاصل تھا۔ منقولات ومعقولات پر کمال دسترس تھی۔ آپ علوم القرآن وعلوم الحدیث پر مکمل عبور رکھنے والوں میں شمار ہوتے تھے، منطق، علم الکلام اور لغت کے فن میں بھی آپ اپنے زمانہ کی امامت کے منصب پر فائز تھے۔ قدرت کی طرف سے آپ کو اعلیٰ پائے کا حافظہ عطا ہوا تھا۔ آپ کی تصانیف میں روح المعانى فى تفسير القرآن العظيم والسبع المثانى، الأجوبة العراقية عن الأسئلة الإراضية، حاشية شرح القطر، البيان شرح البرهان في إطاعة السلطان، شرح سلم العروج اور دقائق التفسير شامل ہیں۔[11]

تفسیر روح المعانی کا تعارف

تفسیر روح المعانی سابقہ تمام تفاسیر کا نچوڑ ہے۔ اس تفسیر میں تصوف کے علاوہ حدیث، اصولِ حدیث، سیرت، مفسرین صحابہ وتابعین کے اقوال، فقہ واصولِ فقہ، فقہاء کی مختلف آراء، علم الکلام، علم الصرف، علم النحو، علم المعانی، فصاحت و بلاغت، عربی اشعار، اعراب، علم الادب، علم التجوید والقرآت، وعظ ونصیحت، علم المخاصمہ والمناظرہ، علمی اسرار ورموز الغرض تمام علوم کا مجموعہ ہے۔ قاری کو تمام مفسرین کے ذوق کی جھلک اس تفسیر میں نظر آتی ہے۔ یہ تفسیر قرآن کریم کی علمی، فقہی، اشاری، نحوی اور مبسوط وضخیم تفسیر ہے جو کہ تیس (30) مجلّدات پر مشتمل ہے۔ علامہ آلوسی نے اپنی تفسیر کا نام "روح المعانی فی تفسیر القرآن العظیم والسبع المثانی" رکھا ہے۔

علامہ آلوسی کا تفسیر روح المعانی میں منہج عام کا مفصل جائزہ

تفسیر اشاری کے منہج پر گفتگو کرنے سے پہلے ضروری ہے کہ تفسیر روح المعانی میں ان کے اختیار کردہ عام منہج کی وضاحت کی جائے پھر تفسیر اشاری کے حوالے سے منہج کا جائزہ لیا جائے۔ اس حوالے سے ان کے طرز عمل کا جائزہ بمع امثال درج ذیل ہے:۔

*سورۃ کے حوالے سے مکمل آگاہی

امام آلوسی سورۃ کی تفسیر کے آغاز میں اس سورۃ کے بارے میں مکمل آگاہی فراہم کرتے ہیں۔ اس کا نام اور اس کے مکی یا مدنی ہونے کا تذکرہ کرتے ہیں اور علماء کرام کی آراء بھی نقل کرتے ہیں۔ اقوال کی ترجیح وتضعیف بھی کرتے ہیں۔ مثلاً سورۃ الفاتحہ کے آغاز میں لکھتے ہیں:۔

> اختلف فيها، فالأكثرون على أنها مكية بل من أوائل ما نزل من القرآن على قول وهو المروى عن علي وابن عباس وقتادة وأكثر الصحابة۔[12]

---

[10]۔ سراج الاسلام حنیف، **علوم القرآن**، (مردان: دار القرآن والسنۃ، شہباز گڑھی، 2015ء)، ص 561.

Sirāj Al- Islam Hanēf, **Ulōm Al- Qur'ān,** (Mardan: Dar Al- Qur'ān wa Al-Sinna, Shehbaz Garhi, 2015) p.561.

[11]۔ محمود بن عبداللہ آلوسی، **غرائب الاغتراب ونزہۃ الالباب**، (بغداد، مطبعۃ الشابندر، 1327ھ)، ص 87.

Mehmōd Bin Abd Allah Âlōsī, **Gharāib Al-Ighrāb wa Nuzhat Al-Bab**, (Baghdād: Matba al-Shabandr,1327H), p.87.

[12]۔ محمود بن عبداللہ آلوسی، **روح المعانی فی تفسیر القرآن العظیم والسبع المثانی**، (بیروت، مؤسسۃ الرسالۃ، 1417ھ)، ج1، ص 33.

Mehmōd Bin Abd Allah Âlōsī, **Rōh al-Ma'ānī fī Tafsīr al-Qur'ān al-Azēm**, (Beirut: Mu'assasah al-Risālah, 1417H), vol.1, p.33.

ترجمہ: "اس میں اختلاف ہے، اکثر اس بات پر متفق ہیں کہ یہ مکی سورۃ ہے اور ایک قول بھی ہے کہ یہ پہلے نازل ہونے والی سورتوں میں شمار کی جاتی ہے اور اسے حضرت علی، ابن عباس، قتادہ اور اکثر صحابہ نے روایت کیا۔"

اس مقام پر امام آلوسی نے مختلف اقوال نقل کرنے کے بعد آخر میں ان پر حکم بھی لگایا ہے۔

***سورۃ کے مزید ناموں کا بیان**

اگر ایک سورۃ کے متعدد نام ہوں تو علامہ صاحب ان کو بھی بیان کرتے ہیں۔ بعض اوقات ساتھ میں وجہ تسمیہ بھی بیان فرماتے ہیں۔ مثال کے طور پر سورۃ الاخلاص کے متعلق رقم طراز ہیں:۔

وسميت بها لما فيها من التوحيد ولذا سميت أيضا بالأساس فإن التوحيد أصل لسائر أصول الدين--- وسورة التوحيد، وسورة التفريد، وسورة التجريد، وسورة النجاة، وسورة الولاية، وسورة المعرفة لأن معرفة الله تعالى إنما تتم بمعرفة ما فيها[13]

ترجمہ: "اور اس کا نام سورۃ اخلاص اس لیے رکھا گیا کہ اس میں توحید کا ذکر ہے اور اسی وجہ سے اس کا نام اساس بھی رکھا گیا ہے کیوں کہ توحید ہی تمام اصولِ دین کی بنیاد ہے...اور اس کا نام سورۃ توحید، سورہ التفرید، سورۃ التجرید، سورۃ النجاۃ، سورۃ الولایہ اور سورۃ المعرفہ بھی رکھا گیا ہے کیوں کہ اس کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی معرفتِ تامہ حاصل ہوتی ہے۔"

اس جگہ امام آلوسی نے سورۃ اخلاص کے سات نام نقل کئے ہیں اور ان ناموں کی وجہ تسمیہ بھی بیان کی ہے۔

یہاں یہ بات قابل غور ہے کہ سورتوں کے نام من جانب اللہ قائم نہیں کئے گئے بلکہ بعض سورتوں کے نام نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمائے جیسا کہ سورۃ البقرۃ کا نام آپ نے تجویز فرمایا۔[14] اسی طرح بعض سورتوں کے نام اصحاب رسول ﷺ نے تجویز فرمائے جیسا کہ سورۃ المائدۃ کو یہ نام دور صحابہ میں ملا۔[15] جب کہ بعض سورتیں ایسی ہیں جن کو دور رسالت میں کسی اور نام سے جانا جاتا تھا اور بعد کے مفسرین میں وہ کسی اور نام سے مشہور ہوئیں جیسا کہ سورۃ الطلاق کہ اسے دور اول میں نساء القصرۃ کہا جاتا تھا۔[16] جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اگر کسی سورت کے کئی نام ہوں یا اس کے نام کو بدل دیا جائے تو حفاظت قرآن پر کوئی حرف نہیں آئے گا کیوں کہ یہ من جانب اللہ متعین نہیں ہیں۔

***سورۃ کے مقام نزول کی وضاحت**

اگر سورۃ یا آیات کے مکی مدنی ہونے میں اختلاف ہو تو علامہ صاحب اس کی وضاحت کرتے ہیں۔ جیسے سورۃ الانعام کے ابتداء میں رقم طراز ہیں:۔

---

[13]۔ ایضاً، ج15، ص503.

Same, vol.15, p.503.

[14]۔ محمد بن اسماعیل بخاری، **صحیح بخاری**، رقم الحدیث: 4008

al-Bukhārī, ***Al-Jāmi‘ Al-Ṣaḥīḥ***, Hadith# 4008

[15]۔ امام مسلم نیشاپوری، **الصحیح مسلم**، (بیروت: دار الکتب العلمیہ، 2010ء) رقم الحدیث: 452

Imām Muslim Nīshaporī, ***Al-Ṣaḥīḥ Al-Muslim,*** *(Beirut: Dār Al-Kutb Al-Ilmia, 2010)* Hadith#452

[16]۔ محمد بن اسماعیل بخاری، **صحیح بخاری**، رقم الحدیث: 4910

al-Bukhārī, ***Al-Jāmi‘ Al-Ṣaḥīḥ***, Hadith#4910

أخرج النحاس في ناسخه عن الحبر أنها مكية إلا ثلاث آيات منها فإنها نزلت بالمدينة (قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ) إلى تمام الآيات الثلاث وأخرج ابن راهويه في مسنده وغيره عن شهر بن حوشب أنها مكية إلا آيتين (قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ) واللتي بعدها۔[17]

ترجمہ: "یہ سورۃ مکی ہے سوائے اس کی تین آیات کے، کہ وہ مدنی ہیں۔ ابن راہویہ نے اپنی مسند میں لکھا ہے کہ قل تعالوا اتل کے بعد کی تین آیات مدنی ہیں جب کہ شہر بن حوشب سے مروی ہے کہ بعد کی دو آیات مدنی ہیں۔"

***شانِ نزول کا بیان**

اگر آیت یا سورۃ کا شانِ نزول ہو تو علامہ آلوسی اسے بھی نقل کرتے ہیں لیکن فضائل و برکات کی طرح اس میں بھی صحیح ترین سببِ نزول بیان کرتے ہیں اور ضعیف سببِ نزول کی تردید کرتے ہیں۔ مثلاً تحویل قبلہ کے بارے میں آپ یوں بیان کرتے ہیں:۔

أخرج البخاري ومسلم في صحيحهما عن البراء رضي الله عنه قال:صلينامع رسول الله صلى الله عليه وسلم بعد قدومه إلى المدينة ستةعشر شهرا نحو بيت المقدس،ثم علم الله تعالىٰ هوى نبيه عليه الصلاة والسلام فنزلت(قَدْ نَرَى) الآية[18]

ترجمہ: "بخاری و مسلم نے اپنی صحیح میں براء سے روایت نقل کی ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سولہ ماہ تک بیت المقدس کی طرف رخ کر کے نماز ادا کرتے رہے پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کی خواہش جانتے ہوئے قد نریٰ آیت نازل فرمائی۔"

***سورۃ کے فضائل و برکات کا بیان**

اگر کسی سورۃ کے فضائل روایات میں موجود ہوں تو امام آلوسی اس کا تذکرہ بھی کرتے ہیں۔ جیسے سورۃ الملک کی فضیلت کو بیان کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:۔

وأخرج الترمذي وغيره عن ابن عباس قال: ضرب بعض أصحاب النبي صلّى الله عليه وسلم خباءه على قبر وهو لا يحسب أنه قبر فإذا قبر إنسان يقرأ سورة الملك حتى ختمها فأتى النبي صلّى الله عليه وسلم فأخبره فقال رسول الله عليه الصلاة والسلام:«هي المانعة هي المنجية تنجيه من عذاب القبر، وأخرج الطبراني والحاكم وابن مردويه وعبد بن حميد في مسنده[19]

ترجمہ: "اور امام ترمذی وغیرہ محدثین حضرت ابنِ عباس سے نقل کرتے ہیں کہ بعض صحابہ کرام نے ایک قبر پر پڑاؤ ڈالا، انہیں پتہ نہ چل سکا کہ یہ قبر ہے۔ حالاں کہ وہ تو ایک ایسے انسان کی قبر تھی جو سورۃ الملک کی تلاوت کر رہا تھا۔ انہوں نے اس بات کی اطلاع نبی کریم ﷺ کو دی تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ سورۃ الملک روکنے والی اور عذابِ قبر سے نجات دلانے والی ہے اور اس روایت کی تخریج امام طبرانی اور حاکم اور ابنِ مردویہ اور عبد بن حمید نے اپنی مسند میں کی ہے۔"

---

[17]۔ آلوسی، **تفسیر روح المعانی**، ج1، ص164

Âlōsī, **Rōh al-Ma'ānī**, vol.1, p.164.

[18]۔ ابو یعقوب اسحاق بن ابراہیم بن مخلد بن ابراہیم الحنظلی المروزی، **مسند اسحاق ابن راھویہ**، (مدینہ منورہ، مکتبۃ الایمان، 1991ء)، ج4، ص230، رقم الحدیث:2038.

Abu Ya´aqōb Is´hāq bin Ibrahēm bin Mukhlad Al-Marōzī, **Masnad Is´hāq Ibn Rah'wia**,(Madina: Maktaba Al-Iman,1991)vol.4, p.230,No of Hadith:2038.

[19]۔ آلوسی، **تفسیر روح المعانی**، ج15، ص3.

Âlōsī, **Rōh al-Ma'ānī**, vol.15, p.3.

***سورۃ کے مابین ربط و مناسبت کا بیان**

علامہ صاحب سورۃ کے مابین ربط و مناسبت کا ذکر کرتے ہیں۔ مثلاً سورۃ البقرۃ اور الفاتحہ کا ربط بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

ووجه مناسبتها لسورة الفاتحة أن الفاتحة مشتملة على بيان الربوبية أولا والعبودية ثانيا وطلب الهداية في المقاصد الدينية والمطالب اليقينية ثالثا، وكذا سورة البقرة مشتملة على بيان معرفة الرب أولا كما في (يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ) وأمثاله ولى العبادات وما يتعلق بها ثانيا وعلى طلب ما يحتاج إليه في العاجل والآجل آخرا وأيضا في آخر الفاتحة طلب الهداية وفي أول البقرة إيماء إلى ذلك بقوله:(هُدىً لِلْمُتَّقِينَ).[20]

ترجمہ: "سورۃ فاتحہ اور بقرۃ میں وجۂ مناسبت یہ ہے کہ فاتحہ میں پہلے ربوبیت کا بیان ہے پھر عبودیت کا اور پھر دینی مقاصد اور یقینی مطالب میں ہدایت طلب کی گئی ہے،اسی طرح سورۃ بقرۃ بھی پہلے رب کی معرفت(يؤمنون بالغيب)پر مشتمل ہے پھر عبادات اور اس کے متعلق امور پر اور فاتحہ کی طرح اس میں بھی ہدایت کی طلب(هدًى للمتقين)کی گئی۔"

***قواعدِ لغت کا استعمال**

عربی بہت ہی وسیع زبان ہے۔ اکثر مفسرین قرآن کو آسانی سے سمجھانے کے لئے عربی لغت کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ علامہ آلوسی آیات کی تفسیر کرتے وقت لغوی تحقیق میں انتہاء تک پہنچ جاتے ہیں۔ تفسیر روح المعانی میں عربی لغات سے استناد کا ایک ضخیم ذخیرہ موجود ہے۔ یہی حل مختصر اور بہت ہی عمدہ و سہل ہے۔ مثال کے طور پر سورۃ بقرۃ کی آیت وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ[21] میں لفظ "الرزق" کے اشتقاق سے بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

والرزق بالفتح لغة الإعطاء لما ينتفع الحيوان به وقيل: إنه يعم غيره كالنبات وبالكسر إسم منه ومصدر أيضا على قول. وقيل: أصل الرزق الحظ ويستعمل بمعنى الرزق المنتفع به. وبمعنى الملك وبمعنى الشكر عند أزد.واختلف المتكلمون فى معني شرعا فالمعول عليه عند الأشاعرة ما ساقه الله تعالى إلى الحيوان فانتفع به سواء كان حلالا أو حرام من المطعومات أو المشروبات أو الملبوسات أو غير ذلك والمشهور أنه إسم لما يسوقه الله تعالى الى الحيوان ليتغذى[22]

ترجمہ: "اور رزق فتحہ کے ساتھ ہو تو اس کے معنی ایسی عطا ہے جس سے جان داروں کو فائدہ پہنچے،اور یہ پودوں کو بھی شامل ہے،اور کسرہ کے ساتھ مصدر ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ رزق کی اصل قسمت ہے اور رزق کے معنی میں استعمال ہوتی ہے جس سے فائدہ پہنچتا ہے۔اس کے شرعی معنی میں متکلمین میں اختلاف تھا،لہذا اشعریوں کے مطابق جس چیز پر انحصار کیا جاتا ہے، وہی ہے جو خداوند عالم نے جان داروں کو دیا اور انھوں نے اس سے فائدہ اٹھایا،چاہے وہ کھانا، مشروبات اور لباس میں سے حلال ہو یا حرام۔ یہ بات مشہور ہے کہ یہ وہ اسم ہے جسے خدا تعالیٰ نے جان داروں کی پرورش کے لیے دیا تاکہ وہ غذا پا سکیں۔"

---

[20]۔ایضاً،ج1،ص18

Same, vol.1, p.18.

[21]۔القرآن 2:3۔

AL-Qur'ān 2:3.

[22]۔آلوسی، **تفسیر روح المعانی**،ج1،ص361

Âlōsī, **Rōh al-Ma'ānī**, vol.1, p.361.

***اختلافِ قرآءت کا تفصیلی بیان**

علامہ آلوسی قرآت کے اختلاف کو بھی تفصیل سے ذکر کرتے ہیں۔ کسی بھی لفظ کی اگر مختلف قرآءتیں منقول ہوں تو ان کو نقل کرنے کے بعد افصح قرآت کی نشاندہی کرتے ہیں اور اس پر اہلِ فن کے اقوال بطورِ دلیل پیش کرتے ہیں۔ اس لحاظ سے یہ قرآءتِ قرآنی کا ایک جامع انسائیکلوپیڈیا بھی ہے۔ مثال کے طور پر سورۃ البقرۃ میں وَمَا يَخْدَعُوْنَ[23] میں مختلف قراءت نقل کرتے ہیں:۔

> وقرأالحرميان وأبو عمرو: وما يخادعون. وقرأ باقي السبعة: وما يخدعون. وقرأ الجارود وأبو الطالوت: وما يخدعون بضم الياء مبينا للمفعول. وقرأ بعضهم: وما يخادَعون بفتح الدال مبينا للمفعول أيضا. وقرأ القتادة والعجلي: وما يخدعون من خدع مضاعفا مبينا للفاعل. وبعضهم بفتح الياء والخاء وتشديد الدال المكسورة وما عدا القراءتين الأولين شاذة[24]

> ترجمہ: "حرمیان اور ابو عمرو نے اسے وما يخادعون پڑھا جب کہ باقی سب نے وما يخدعون پڑھا۔ جارود اور ابو طالوت نے يخدعون کو یاء کی ضمہ کے ساتھ فعل مجہول پڑھا۔ ان میں سے کچھ يخادَعون کو دال کی فتحہ کے ساتھ فعل مجہول پڑھتے ہیں۔ قتادہ اور عجلی يخدعون میں خدع کو مضاف اور فاعل ظاہر پڑھتے ہیں اور بعض اسے یاء اور خاء کے فتحہ اور دال مکسورہ کی تشدید کے ساتھ پڑھتے ہیں۔ بہر حال پہلی دونوں قراءتیں شاذ ہیں۔"

***مسائلِ نحویہ کا جامع بیان**

نحو سے علامہ آلوسی کو بہت شغف تھا اس لیے مسائلِ نحویہ کے ذکر میں انتہائی افراط سے کام لیتے ہیں، یہاں تک کہ قاری کو محسوس ہوتا ہے کہ گویا وہ نحو کی کسی کتاب کو پڑھ رہا ہے۔ اس تفسیر میں مسائلِ نحو اتنے وافر مقدار میں موجود ہیں کہ اگر ان کو تفسیر سے نکال دیا جائے تو یہ تفسیر تیس کی بجائے پندرہ جلدوں میں آجائے۔ مسائلِ نحویہ کی بحث میں تمام آئمہ نحاۃ کے اقوال ذکر کرتے ہیں اور تائید کے لیے متن بھی پیش کرتے ہیں۔ مثلاً سورۃ بقرۃ کی آیت "يَا أَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوا رَبَّكُمُ"[25] میں لفظ "یا" کی تفسیر بیان کرتے ہوئے تقریباً دو صفحات پر مشتمل بحث فرمائی ہے۔ اختصار کے پیشِ نظر مختصر اقتباس نقل کیا جاتا ہے:۔

> ياحرف لا اسم فعل على الصحيح وضع لنداء البعيد، وقيل: لمطلق النداء أو مشتركة بين أقسامه، وعلى الأول ينادي بها القريب لتنزيله منزلة غيره إما لعلو مرتبة المنادي أو المنادى،... وتوصل بها لنداء ما فيه- أل- لأن «يا» لا يدخل عليها في غير الله إلا شذوذا لتعذر الجمع بين حرفي التعريف فإنهما كمثلين وهما لا يجتمعان إلا فيما شذّ من نحو: فلا والله لا يلفى لما بي ... ولا للما بهم أبدا واء[26]

---

[23]۔ القرآن 9:2

AL-Qur'ān 2:9.

[24]۔ آلوسی، **تفسیر روح المعانی**، ج1، ص425.

Âlōsī, **Rōh al-Ma'ānī**, vol.1, p.425.

[25]۔ القرآن 21:2

AL-Qur'ān 2:21.

[26]۔ آلوسی، **تفسیر روح المعانی**، ج1، ص184.

Âlōsī, **Rōh al-Ma'ānī**, vol.1, p.184.

ترجمہ:" صحیح قول کے مطابق یا حرف ہے اسمِ فعل نہیں، نداء بعید کے لیے اس کو وضع کیا گیا ہے اور عند البعض مطلق نداء کے لیے اس کو وضع کیا گیا ہے یا یہ مختلف اقسام کے درمیان مشترک ہے۔ پہلی صورت میں اس کے ساتھ قریب کو نداء اس لیے دی جاتی ہے کہ اس کو غیر کے مرتبہ میں اتار لیا جاتا ہے یا منادیٰ کے بلند مرتبہ کی وجہ سے... جیسا کہ اس شعر میں ہے۔"

اس مقام پر امام آلوسی نے حروفِ نداء پر بحث فرمائی ہے۔ آپ محض اقوال کو بیان کرنے پر اکتفاء نہیں فرماتے بلکہ عربی اشعار کے ساتھ استشہاد بھی پیش کرتے ہیں۔

***مشکل الفاظ کی وضاحت میں اشعار کا استعمال**

صحابہ کرام اور تابعین قرآن کریم کے مشکل الفاظ کی وضاحت اشعارِ عرب اور لغت سے کرتے تھے۔ علامہ آلوسی بھی ادبی ذوق رکھتے ہیں۔ آپ اکثر مقامات پر موقع اور محل کے مناسبت سے آیت کی تفسیر میں اشعار بھی نقل کرتے ہیں۔ مثلاً سورۃ ہود کی آیت "وَعَلَى أُمَمٍ مِمَّنْ مَعَكَ وَأُمَمٌ سَنُمَتِّعُهُمْ ثُمَّ يَمَسُّهُمْ مِنَّا عَذَابٌ أَلِيمٌ"[27] کی تفسیر میں لکھتے ہیں:۔

> وليس بشيء- كما لا يخفى، وهاهنا لطيفة وهي أنه قد تكرر في هذه الآية حرف واحد مرات مع غاية الخفة ولم تتكرر الراء مثله في قوله:۔
>
> وقبر حرب بمكان قفر ... وليس قرب قبر حرب قبر"[28]

بطورِ استشہاد اشعار پیش کرنے کی تفسیر روح المعانی سے یہ ایک مثال بطورِ نمونہ پیش کی گئی ہے۔ ورنہ امام آلوسی نے سینکڑوں مقامات پر اشعار کو بطورِ استشہاد پیش کیا ہے۔

***اسرائیلیات سے متعلق علامہ صاحب کا تنقیدی مؤقف**

تفسیر میں نقل کا عمل دخل زیادہ ہے اسی لئے مفسرین کو تفسیر کے حوالے سے جو بھی روایت ملتی ہے اس کو بلا چوں وچراں قبول کرتے ہیں۔ ساتھ ہی اہلِ کتاب کے نو مسلم لوگوں کے قصے بھی تفسیر میں شامل کیے جاتے ہیں۔ نتیجتاً تفسیر میں ہر قسم کے رطب ویابس (ضعیف، باطل، موضوعی اور اسرائیلی) روایات کو جگہ مل جاتی ہے لیکن تفسیرِ روح المعانی اسرائیلیات سے بالکل خالی ہے بلکہ آپ اسرائیلیات اور اخبارِ مکذوبہ کا شدید رد کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ یہ اہلِ کتاب کے زنادقہ کی وضع کردہ ہے اور ان مفسرین پر تعجب کا اظہار کیا ہے جنہوں نے اپنے کتبِ تفسیر میں انہیں ذکر کیا ہے۔ حافظ ابن کثیر کے بعد علامہ آلوسی ہی وہ واحد مفسر معلوم ہوتے ہیں جنہوں نے اسرائیلیات کے ساتھ محاربہ کیا ہے۔ مثلاً اللہ تعالیٰ کے قول وَيَصْنَعُ الْفُلْكَ[29] کی تفسیر میں لکھتے ہیں:۔

> وعن كعب الأحبار في أربعين سنة، وقيل: في ستين، وقيل: في مائة سنة، وقيل: في أربعمائة سنة، واختلف في أنه في أي موضع صنعها، فقيل: في الكوفة، وقيل: في الهند، وقيل: في أرض الجزيرة،---ولا يخوض في مقدار طولها وعرضها وارتفاعها ومن أي خشب صنعها وبكم مدة أتم عملها إلى غير ذلك مما لم يشرحه الكتاب ولم تبينه السنة الصحيحة[30]

---

[27]۔القرآن 48:11

AL-Qur'ān 11:48.

[28]۔آلوسی، **تفسیر روح المعانی**، ج6، ص272

Âlōsī, **Rōh al-Ma'ānī**, vol.6, p.272.

[29]۔القرآن 38:11

AL-Qur'ān 11:38.

[30]۔آلوسی، **تفسیر روح المعانی**، ج6، ص249

ترجمہ: "حضرت کعب احبار سے روایت ہے کہ وہ کشتی چالیس سال میں تیار ہوئی اور بعض کے بقول ساٹھ سال میں اور بعض کے بقول چار سو سال میں اور اس میں بھی اختلاف ہے کہ وہ کہاں تیار کی گئی۔ بعض نے کہا کوفہ میں بعض نے کہا ہند میں، بعض نے کہا ارضِ جزیرہ، بعض نے کہا ارضِ شام میں... یہ ایسی باتیں ہیں جنہیں نہ تو کتاب اللہ نے بیان کیا ہے نہ سنتِ صحیحہ نے۔"

*** فقہی مباحث کا بیان**

علامہ آلوسی احکام پر مشتمل آیات کی تفسیر کرتے ہوئے فقہی مسائل پر بحث کرتے ہیں۔ فقہاء کے اختلافی اقوال ودلائل بھی بیان کرتے ہیں اور اس سلسلے میں تعصب سے کام نہیں لیتے۔ مثلاً:۔ارشادِ باری تعالیٰ: والخیل والبغال والحمیر لترکبوھا وزینة[31] کی تفسیر میں فقہی مسائل کی تحقیق بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

وفی العمادیة ان رجع عن القول بكراهة اكل لحوم الخيل قبل موته بثلاثة ايام، وعليه الفتوىٰ، وقال صاحباه والامام الشافعي:لا باس باكل لحوم الخيل۔[32]

ترجمہ: "عمادیہ میں ہے کہ امام ابو حنیفہ نے گھوڑوں کے گوشت کے مکروہ ہونے کا جو مسلک اختیار کیا تھا اپنی وفات سے تین دن قبل آپ نے اس قول سے رجوع کر لیا تھا اور اسی پر فتویٰ ہے۔ صاحبین اور امام شافعی فرماتے ہیں کہ گھوڑے کا گوشت کھانے سے کوئی حرج نہیں۔"

***فصاحت وبلاغتِ قرآن کا بیان**

قرآن کریم کتابِ اعجاز ہے اور وجوہِ اعجاز میں سے ایک وجہ قرآن کریم میں موجود فصاحت وبلاغت ہے۔ علامہ صاحب نے قرآن کریم کی اس وجہِ اعجاز کو جگہ جگہ بیان کیا ہے اور نظمِ قرآن میں مستعمل استعاروں اور تشبیہات کی وضاحت کی ہے۔ مثلاً سورۃ ھود کی آیت وَقِيلَ يا أَرْضُ ابْلَعِي[33] کی تفسیر کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:۔

قوله سبحانه: يا أَرْضُ ابْلَعِي ماءَكِ وَيا سَماءُ أَقْلِعِي فالتقدير قيل لهما ذلك فامتثلا الأمر ونقص الماء.ورجح الطيبي ما ذهب إليه السكاكي زاعما أن معنى الغيض حينئذ ما قاله الجوهري، وهو عنده مخالف للمعنى الذي ذكره الزمخشري فقال: إن إضافة الماء إلى الأرض---والترشيح، ولو أجريت الإضافة على غير هذا تكون كالتجريد[34]

Âlōsī, **Rōh al-Ma'ānī**, vol.6, p.249.

[31]۔القرآن 8:16

AL-Qur'ān16:8.

[32]۔آلوسی، **تفسیر روح المعانی**،ج14،ص33.

Âlōsī, **Rōh al-Ma'ānī**, vol.14, p.33.

[33]۔القرآن 44:11.

AL-Qur'ān11:44.

[34]۔آلوسی، **تفسیر روح المعانی**،ج6،ص264.

Âlōsī, **Rōh al-Ma'ānī**, vol.6, p.264.

اس عبارت میں امام آلوسی نے قرآن کریم کی فصاحت وبلاغت کا نمونہ پیش کیا ہے کہ یہاں ترشیح، تجرید اور اصولِ فصاحت وبلاغت کا ذکر کیا ہے۔ جس سے آپ کا علم المعانی میں بلند پایہ مقام معلوم ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ بھی بہت سے مقامات ہیں جہاں آپ نے فصاحت و بلاغت کے قواعد کو مد نظر رکھتے ہوئے بہترین انداز میں تفسیر بیان کی۔

❖ تفسیرِ روح المعانی کا تفسیر اشاری کے تحت منہج واسلوب

تفسیر روح المعانی میں آیاتِ قرآنیہ کی صوفیانہ تفسیر نہایت احسن انداز میں کی گئی ہے۔ علامہ آلوسی نے قرآنی آیات کے ظاہری حسن کے ساتھ ان کے باطنی حسن پر بھی روشنی ڈالی اور بھرپور انداز میں صوفیانہ معنی کو واضح کیا ہے اور کہیں تو وہ قرآن مجید کے باطن میں اس قدر ڈوب جاتے ہیں کہ ان کے عالم ہونے کے بجائے صوفی ہونے کا گمان غالب آنے لگتا ہے۔ علامہ صاحب نے اپنی اس تفسیر میں مسلمانوں میں موجود بعض باطل نظریات وعقائد کو تنقید کا نشانہ بنایا ہے اور ان کی اصلاح کی کوشش کی ہے۔[35]

* مسائلِ تصوف اور معرفت الٰہی پر مشتمل نکات

امام آلوسی جید عالم دین ہونے کے ساتھ ساتھ پاکیزہ باطن صوفی بھی تھے اس لیے جگہ جگہ آیاتِ مبارکہ سے مسائل تصوف اور معرفتِ الٰہی پر مشتمل نکات کا استنباط بھی کرتے ہیں۔ علامہ آلوسی نے احصاء نہیں کیا ہے تاہم جابجا آیات سے مستنبط اہم فوائد بھی ذکر کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر آیت وَلا تُطِعْ مَنْ أَغْفَلْنا قَلْبَهُ عَنْ ذِكْرِنا[36] کی تفسیر کرتے ہیں:۔

> وَلا تُطِعْ مَنْ أَغْفَلْنا قَلْبَهُ عَنْ ذِكْرِنا وَاتَّبَعَ هَواهُ وَكانَ أَمْرُهُ فُرُطاً نهي عن إطاعة المحجوبين الغافلين... وَقُلِ الْحَقُّ مِنْ رَبِّكُمْ فَمَنْ شاءَ فَلْيُؤْمِنْ وَمَنْ شاءَ فَلْيَكْفُرْ قالوا: فيه إشارة إلى عدم كتم الحق وإن أدى إلى إنكار المحجوبين وإعراض الجاهلين، وعد من ذلك في أسرار القرآن كشف الأسرار الإلهية وقال: إن العاشق الصادق لا يخاف لومة لائم ولا يكون في قيد إيمان الخلق وإنكارهم فإن لذة العشق بذلك أتم۔[37]
>
> ترجمہ: "حاصلِ کلام یہ ہے کہ اللہ رب العزت نے اس آیت میں محجوبینِ حق یعنی غافلین کی اطاعت سے منع فرمایا ہے اور ان کی مجالست پر فقراء کی مجالست کو ترجیح دینے کی ترغیب دی ہے۔ دوسری آیت میں اس طرف اشارہ ہے کہ حق بات کو چھپانا نہیں چاہئے اگرچہ جاہل اور محجوبینِ حق کو ناگوار ہی کیوں نہ ہو اور اس آیت کو اسرار القرآن میں سے شمار کیا گیا ہے۔ جس نے اسرارِ الٰہیہ کو کھولا ہے اور فرمایا کہ عاشقِ صادق ملامت کرنے والوں کی کوئی پرواہ نہیں کرتا اور وہ مخلوق کے ایمان لانے یا انکار کی وجہ سے اپنے آپ کو قید میں محسوس نہیں کرتا۔ کیوں کہ عشق کی لذت اسی سے مکمل ہوتی ہے۔"

* جاہل صوفیاء کا رد

آپ جاہل صوفیاء کا رد بھی کرتے ہیں۔ مثلاً آیتِ مبارکہ "قُلْ مَا كُنْتُ بِدْعًا مِنَ الرُّسُلِ وَمَا أَدْرِي مَا يُفْعَلُ بِي وَلَا بِكُمْ إِنْ أَتَّبِعُ إِلَّا مَا يُوحَى إِلَيَّ وَمَا أَنَا إِلَّا نَذِيرٌ مُبِينٌ"[38] کی تفسیر میں فرماتے ہیں:۔

---

[35] ۔ایضاً، ج2، ص27.

Same, vol.2, p.27.

[36] ۔القرآن 28:18.

AL-Qur'ān 18:28.

[37] ۔آلوسی، **تفسیر روح المعانی**، ج8، ص290.

Âlōsī, **Rōh al-Ma'ānī**, vol.8, p.290.

[38] ۔القرآن 9:46

وفي الآية رد على من ينسب لبعض الأولياء علم كل شيء من الكليات والجزئيات، وقد سمعت خطيبا على منبر المسجد الجامع المنسوب للشيخ عبد القادر الكيلاني قدس سره يوم الجمعة قال بأعلى صوت: يا باز أنت أعلم بي من نفسي، وقال لي بعض: إني لأعتقد أن الشيخ قدس سره يعلم كل شيء مني حتى منابت شعري، ومثل ذلك مما لا ينبغي أن ينسب إلى رسول الله صلّى الله عليه وسلّم فكيف ينسب إلى من سواه؟[39]

ترجمہ: "اس آیت میں ان لوگوں پر ردہے جو اولیاء کی طرف تمام کلیات اور جزئیات کے علم کی نسبت کرتے ہیں اور میں نے ایک خطیب سے سنا جو شیخ عبدالقادر جیلانی سے منسوب ایک جامع مسجد میں جمعہ کا بیان کر رہا تھا۔اس نے باآوازِ بلند کہا کہ یا باز! آپ مجھے مجھ سے زیادہ جانتے ہیں۔ایک آدمی نے کہا کہ میں اس بات کا اعتقاد رکھتا ہوں کہ شیخ ہر چیز کو جانتے ہیں حتیٰ کہ میرے بالوں کے اگنے کی جگہ کو بھی اور دیگر باتیں بھی کہ جن کی نسبت رسول اللہ ﷺ کی طرف مناسب نہیں تو آپ کے ماسوا کی طرف کیسے مناسب ہو گی؟"

امام آلوسی ایک بہت بڑے شیخِ طریقت ہونے کے ساتھ ساتھ ایک جید و محتاط عالمِ دین بھی تھے اور افراط و تفریط کا شکار نہ تھے بلکہ مزاجِ شریعت کو سمجھنے والے اور بدعات و رسومات اور غلو سے کوسوں دور تھے۔

***مسلمانوں کے شرکی افعال پر تنقید**

امام آلوسی اپنی تفسیر میں مسلمانوں کے شرکی افعال پر شدت سے تنقید کرتے ہیں، چناں چہ ارشاد باری تعالیٰ: هُوَ الَّذِىْ يُسَيِّرُكُمْ فِى الْبَرِّ وَ الْبَحْرِ-حَتّٰۤى اِذَا كُنْتُمْ فِى الْفُلْكِۚ-وَ جَرَيْنَ بِهِمْ بِرِيْحٍ طَيِّبَةٍ وَّ فَرِحُوْا بِهَا جَآءَتْهَا رِيْحٌ عَاصِفٌ وَّ جَآءَهُمُ الْمَوْجُ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ وَّ ظَنُّوْۤا اَنَّهُمْ اُحِيْطَ بِهِمْۙ-دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ﳛ لَىٕنْ اَنْجَيْتَنَا مِنْ هٰذِهٖ لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِيْنَ۔[40] کی تفسیر میں علامہ صاحب بیان کرتے ہیں:۔

الآية دالة علىٰ ان المشركين لايدعون غيره تعالىٰ فى تلك الحال، وانت خبير بان الناس اليوم،اذا اعتراهم امر خطير وخطب جسيم فى بر او بحر دعو من لا يضر ولا ينفع، ولا يرى ولا يسمع، فمنهم من يدعوا الخضر والياس ومنهم من ينادى ابا الخميس والعباس، ومنهم من يستغيث باحد الائمة،ومنهم من يضرع الى شيخ من مشائخ الامة، ولا ترى فيهم احد يخص مولاه بتضرعه ودعاه ولا يكاد يمر له ببال انه لو دعا الله وحده ينجوا من هاتيک الاهوال، فباالله تعالىٰ عليک قل لى الفريقين من هذه الحيثية اهدى سبيلاً، واى الداعين اقوم قيلاً؟ والى الله المشتكىٰ من زمان عصفت فيه ريض الجهالة وتلاطمت امواج الضلالة،وضرقت سفينة الشريعة، واتخذت الاستغاثةبغير الله تعالىٰ للنجاة ذريعة، وتعذر على العارفيناالامر بالمعروف وحالت دون النهى عن المنكر صفوف الحتوف۔[41]

AL-Qur'ān 46:9.

[39]۔آلوسی، تفسیر روح المعانی، ج13، ص162.

Âlōsī, **Rōh al-Ma'ānī**, vol.13, p.162.

[40]۔القرآن 22:10

AL-Qur'ān 10:22.

[41]۔آلوسی، تفسیر روح المعانی، ج11، ص92.

Âlōsī, **Rōh al-Ma'ānī**, vol.11, p.92.

ترجمہ:"یہ آیت اس پر دلالت کرتی ہے کہ مشرکین اس حالت میں اللہ کو چھوڑ کر کسی اور کو نہیں پکارتے تھے اور تجھے اچھی طرح معلوم ہے کہ آج کل لوگوں کو تری اور خشکی میں جب کوئی بڑی مصیبت پیش آتی ہے توان لوگوں کو بلاتے ہیں جو نہ تو کوئی ضرر دے سکتے ہیں اور نہ ہی فائدہ۔نہ ہی کچھ سن سکتے ہیں نہ دیکھ سکتے ہیں۔کوئی حضرت خضر اور الیاس کو پکارتا ہے تو کوئی ابوالخمیس اور عباس کو۔ان میں سے بعض ایسے ہیں جو آئمہ کو پکارتے ہیں جب کہ بعض ایسے بھی ہیں جو بعض بزرگوں کو پکارتے ہیں اور ان میں سے کسی ایک کے وہم وگمان میں یہ بات نہیں آتی کہ اگر وہ اللہ کو پکارے گا تو وہ ضرور اسے اس مصیبت سے نجات دے دے گا۔تجھے اللہ کی قسم مجھے بتادو کہ ان دونوں میں سے کون ہدایت یافتہ ہے؟اللہ تعالیٰ کے سامنے اس دور کی شکایت پیش کی جاتی ہے جس میں جہالت کی ہوا چلی ہے۔ضلال اور گمراہی کی متلاطم موجیں ہیں۔شریعت کی کشتی پھاڑ دی گئی ہے اور غیر اللہ کو نجات کا ذریعہ بنایا ہے۔علماء عارفین کے لیے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میں بڑی بڑی رکاوٹیں کھڑی ہیں۔"

- اسی طرح اک اور ارشادِ الٰہی:وَمَا يؤمن اكثَرهم بِاللهِ الا وَهم مشركونَ۔[42] کے تحت لکھتے ہیں:۔

وقد يقال النظر الى مفهوم الآية، انهم من يندرج فيهم كل من اقر بالله تعالىٰ وخالقيته مثلاً وكان مرتكباً ما يعد شركا كيفما كان، ومن اولٰئک عبدة القبور، الناذرون لها، المعتقدون للنفع او الضر ممن الله تعالىٰ اعلم بحالة فيها، وهم اليوم اكثر من الدود۔[43]

ترجمہ:"آیت کے مفہوم کو دیکھتے ہوئے کہا جاسکتا ہے کہ اس میں ہر وہ شخص داخل ہے جو اللہ اور اس کے خالق ہونے کا اقرار کرنے کے باوجود کسی قسم کے شرک کا مرتکب ہو جائے۔ان میں قبروں کے پجاری بھی داخل ہیں جو ان کے نام کی نذرو نیاز اور منت مانتے ہیں اور ان سے نفع اور ضرر کا عقیدہ رکھتے ہیں، جب کہ اللہ تعالیٰ کو ان کا خوب علم ہے۔یہ قبر پرست آج کیڑے مکوڑوں سے بھی زیادہ ہیں۔"

*غیر اسلامی نظریات کی تردید

امام آلوسی غیر اسلامی نظریات جن کا اسلام سے دور کا بھی واسطہ نہیں ان کی نشاندہی فرما کر اس کی تردید کرتے ہیں۔جیسا کہ فرمانِ باری ہے:واعبد ربک حتیٰ یاتیک الیقین[44] کی تفسیر میں لکھتے ہیں:۔

دم علىٰ العبادة ما دمت حياًمن غير اخلال بها من لحظة۔۔۔وليس المراد به ما زعمه بعض الملحدين مما يسمونه بالكشف والشهود، وقالوا ان العبد متىٰ حصل له ذالک سقط عنه التكليف بالعبادة، وهو ليست الا للمحجوبينولقد مرقوا بذالک من الدين، وخرجوا من ربقة الاسلام وجماعة المسلمين۔[45]

---

[42]۔القرآن 106:12

AL-Qur'ān 12:106.

[43]۔آلوسی، **تفسیر روح المعانی**،ج12،ص617.

Âlōsī, **Rōh al-Ma'ānī**, vol.12, p.617.

[44]۔القرآن 99:15

AL-Qur'ān 15:99.

[45]۔آلوسی، **تفسیر روح المعانی**،ج13،ص558.

Âlōsī, **Rōh al-Ma'ānī**, vol.13, p.558.

ترجمہ: "اس کے معنی یہ ہیں کہ اپنی ساری عمر عبادت میں لگے رہو اور لحظہ بھر کے لیے بھی اس میں خلل نہ آنے دو، کچھ ملحدین کے اس زعم کا کوئی اعتبار نہیں جنہیں وہ کشف اور الہام کا نام دیتے ہیں کہ جب کسی شخص کو یقین کا یہ رتبہ حاصل ہو جائے تو پھر وہ عبادت کا مکلف نہیں رہتا جب کہ صرف مجوبین ہی ایسے ہیں کہ وہ عبادت کے مکلف نہیں ہوتے۔ایسا کہنے والے لوگ دینِ اسلام اور مسلمانوں کی جماعت سے باہر نکلے ہیں۔"

***حروف مقطعات کی تفسیر میں تفسیر اشاری**

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم نازل فرمایا اور اس میں کچھ حروف ایسے بیان فرمائے جو صرف اللہ اور اس کے حبیب ﷺ کے درمیان راز ہیں۔علامہ صاحب نے حروف مقطعات کی تفسیر فرماتے ہوئے شان کریمی کے ساتھ اسے جوڑا ہے۔ان حروف کو "حروف مقطعات" کہتے ہیں۔مثلاً فرمانِ خداوندی ہے: طسم[46] اس کی تفسیر یوں کرتے ہیں:۔

قال فی ھذا الطاءمن ذی الطول والسین من القدوس والمیم من الرحمٰن[47]

ترجمہ: "اس میں طاء سے مراد میدان رحمت میں توبہ کرنے والوں کی طرب و مستی، سین سے وصل کے میدان میں عارفین کا سرور اور میم سے مراد قرب کے میدان میں محبین کا مقام ہے۔"

قرآن کریم میں جتنے بھی حروف مقطعات ہیں مفسرین صوفیاء نے ان کے اشاری معنی بیان کیے ہیں کیوں کہ ان کے ظاہری معنی واضح نہیں ہیں۔

تفسیر روح المعانی میں تفسیر اشاری سے علامہ آلوسی کے پیش نظر مقاصد

علامہ آلوسی نے تفسیر روح المعانی میں جہاں ظاہری معنی کو اجاگر کیا وہیں تفسیر اشاری کا بھی اہتمام فرمایا اور زندگی کے ہر شعبہ کے حوالے سے نازل ہونے والی آیات کے صوفیانہ پہلوؤں پر روشنی ڈالی خواہ ان کا تعلق عقائد سے ہو، عبادات سے یا معاملات سے ہو تاکہ ہر معاملے میں تزکیۂ نفس اور تصفیۂ قلب کا عمل جاری رہے۔آپ کی اس صوفیانہ طرزِ تفسیر کو تین مختلف مراحل (عقائد، عبادات اور معاملات) کے تحت ذیل میں بیان کیا جاتا ہے۔

❖ **تفسیر روح المعانی میں عقائد سے متعلق آیات کے صوفیانہ مباحث کا تذکرہ**

تفسیر روح المعانی میں عقائد سے متعلق بہت سی آیات ہیں جن میں علامہ آلوسی نے تفسیرِ اشاری کو مدِّ نظر رکھتے ہوئے تفسیر بیان کی ہے تاکہ انسانی زندگی پر عقیدہ کے ظاہری فوائد کے ساتھ باطنی اور روحانی فوائد بھی مرتب ہو سکیں۔

ایمان باللہ کے تحت

*خالق کائنات: تمام عالمین کا خالق و مالک اللہ رب العزت ہے۔اسی نے سب کو پیدا کیا اور اسی کے دست قدرت میں سب کا انجام ہے۔وہی ذرے سے مجسم شکل بناتا اور اسے سنوارتا ہے۔اس کے مثل کوئی بھی تخلیق نہیں کر سکتا۔فرمانِ ربی ہے:۔ھو الذی خلقکم من نفس واحد[48] اس کی تفسیر میں علامہ آلوسی رقم کرتے ہیں:۔

---

[46]۔ القرآن 1:26

AL-Qur'ān 26:1.

[47]۔آلوسی، تفسیر روح المعانی، ج19 ص58.

Âlōsī, **Rōh al-Ma'ānī**, vol.19, p.58.

[48]۔القرآن 190:7

AL-Qur'ān 7:190.

نفس واحد وہی الروح ، زوجها وہی القلب، لیسکن الیها ای لیمیل الیها ویطمئن فکانت الروح تشم من القلب نسائم نفحات الالطاف فلما تغشاها ای جامعها وھو اشارة النکاح الروحانی والصوفیة یقولون: انه سائر فی جمیع الموجودات ماتری فی خلق الرحمٰن من تفاوت۔[49]

ترجمہ: "نفس واحد سے مراد روح اور زوجھا سے مراد قلب ہے تاکہ یہ دونوں ایک دوسرے کی طرف مائل رہیں اور اطمینان ہو، فلما تغشاھا سے مراد دونوں کا ایک جگہ جمع ہونا ہے اور یہ روحانی نکاح کے مترادف ہے۔ صوفیاء فرماتے ہیں: قلب اور روح کا اجتماع ہر شے کے لیے ضروری ہے۔"

امام آلوسی نے اس آیت کے تحت تفسیر میں نفس واحد کی روحانی تفسیر میں قلب و روح کی اہمیت کو اجاگر کیا اور ان کے ملاپ کو معرفت الٰہی کا ذریعہ قرار دیا۔

*شافی المرض: اللہ تعالیٰ کا انسانوں پر یہ احسان ہے کہ وہ بیماری پر شفایابی عطا کرتا ہے خواہ وہ بیماری جسمانی ہو یا روحانی۔ گناہوں کی کثرت پر اگر انسان نادم ہوتا ہے اور وہ اللہ سے اپنی روحانی بیماریوں سے نجات طلب کرتا ہے تو اللہ اپنی صفتِ رحیمی کے ذریعے اسے ان بیماریوں سے شفا دیتا ہے۔ فرمانِ قدسی:۔واذا مرضت فھو یشفین[50] کی تفسیر میں امام آلوسی رقم طراز ہیں:۔

التخم ونسبة المرض الذی ھو نقمة الی نفسه والشفاء الذی ھو نعمة الی الله جل شانه لمراعاة حسن الادب[51]

ترجمہ: "جب میں گناہوں کی وجہ سے بیمار ہو جاتا ہوں تو وہ مجھے توبہ کے ساتھ شفا دیتا ہے۔ یعنی بیماری سے گناہ اور شفا سے توبہ مراد ہے۔

اللہ تعالیٰ کے انسانوں پر بہت ہی زیادہ احسانات ہیں جس کو وہ شمار بھی نہیں کر سکتے۔ قرآن کریم کی متعدد آیات میں احساناتِ ربانی کی طرف اشارہ ہے، مذکورہ آیات بھی اسی بات کو واضح کرتی ہیں۔

ایمان بالآخرۃ کے تحت

قیامت کی علامات میں بھی صوفیانہ پہلو کو اجاگر فرماتے ہوئے آیت کریمہ: اذا الشمس کورت إِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ وَإِذَا النُّجُومُ انْكَدَرَتْ وَإِذَا الْجِبَالُ سُيِّرَتْ وَإِذَا الْعِشَارُ عُطِّلَتْ وَإِذَا الْوُحُوشُ حُشِرَتْ وَإِذَا الْبِحَارُ سُجِّرَتْ[52] کی تفسیر میں علامہ صاحب یوں اشاری پہلو بیان کرتے ہیں:۔

الشمس ھی الروح، والنجوم ھی الحواس، والجبال ھی القالب، والعشار ھی القالب القویٰ، والوحوش ھی الاخلاق السیئة[53]

---

[49]۔ آلوسی، **تفسیر روح المعانی**، ج8، ص101.

Âlōsī, **Rōh al-Ma'ānī**, vol.8, p.101.

[50]۔ القرآن 80:26

AL-Qur'ān 26:80

[51]۔ آلوسی، **تفسیر روح المعانی**، ج19، ص96.

Âlōsī, **Rōh al-Ma'ānī**, vol.19, p.96.

[52]۔ القرآن 1:81

AL-Qur'ān 81:1.

[53]۔ آلوسی، **تفسیر روح المعانی**، ج30، ص56.

Âlōsī, **Rōh al-Ma'ānī**, vol.30, p.56.

ترجمہ: "شمس سے مراد روح، نجوم سے مراد حواس، جبال سے مراد قالب، عشار سے قالبی القویٰ اور وحوش سے برے اخلاق ہیں۔"

❖ **روح المعانی میں عبادات سے متعلق آیات کے صوفیانہ مباحث کا تذکرہ**

عبادات تین طرح کی ہوتی ہیں: جن میں قولی، عملی اور قلبی عبادت شامل ہے۔ ان تمام اقسام کی عبادات سے متعلق امام آلوسی نے آیات کے اشاری نکات اجاگر کیے ہیں اور روحانی تعلق بیان کیا ہے۔ ذیل میں ان کا ذکر کیا جاتا ہے:۔

*ذکر اطمینانِ قلب کا ذریعہ ہے

ذکر اللہ ہی دلوں کے مستقل اطمینان کا ذریعہ ہے اور یہ انسان میں نور معرفت بھر دیتا ہے، فرمانِ خداوندی ہے: اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَىِٕنُّ الْقُلُوْبُ[54] اس کی تفسیر میں امام آلوسی یوں رقم طراز ہیں:۔

فاكسير نور الله تعالى إذا وقع في القلب أولى أن يقلبه جوهرا باقيا صافيا نورانيا لا يقبل التغير والتبدل، ولهذه الأوجه قال سبحانه: أَلا بِذِكْرِ اللَّهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوبُ اه، والأولى أن يقال: إن سبب الطمأنينة نور يفيضه الله تعالى عن قلب المؤمنين بسبب ذكره فيذهب ما فيها من القلق والوحشة ونحو ذلك[55]

ترجمہ: "جب اللہ تعالیٰ کے ذکر کے نور کی تاثیر دل میں اتر جاتی ہے تو قریب ہے کہ وہ دل کو پلٹ کر ایسا جوہر بنادے جو باقی اور صاف شفاف اور نورانی ہو اور تغیر و تبدل کو قبول نہ کرے۔ اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ خبردار دلوں کا سکون اللہ کے ذکر میں ہے۔ اور مناسب ہے کہ یہ کہا جائے کہ اطمینان کا سبب وہ نور ہے جو اللہ تعالیٰ اپنے ذکر کی بدولت مؤمن کے دل میں ڈالتے ہیں۔ جس کی وجہ سے اس کے دل سے وحشت و قلق اور دیگر چیزیں ختم ہو جاتی ہیں۔"

***طہارتِ جسمانی و روحانی**

کئی آیات میں اللہ رب العزت نے طہارت کو اہم قرار دیتے ہوئے اس کے فوائد پر روشنی ڈالی۔ مثلاً: وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِيْنَ[56] امام آلوسی اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں:۔

وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِينَ ولولا محبته إياهم لما أحبوا ذلك. وعن سهل: الطهارة على ثلاثة أوجه: طهارة العلم من الجهل، وطهارة الذكر من النسيان، وطهارة الطاعة من المعصية. وقال بعضهم: الطهارة على أقسام كثيرة: فطهارة الأسرار من الخطرات، وطهارة الأرواح من الغفلات، وطهارة القلوب من الشهوات وطهارة العقول من الجهالات، وطهارة النفوس من الكفريات، وطهارة الأبدان من الزلات. وقال آخر: الطهارة الكاملة طهارة الأسرار من دنس الأغيار والله تعالى هو الهادي إلى سواء السبيل۔[57]

---

[54] ۔القرآن 13:28

AL-Qur'ān13:28.

[55] ۔آلوسی، **تفسیر روح المعانی**، ج7، ص141.

Âlōsī, **Rōh al-Ma'ānī**, vol.7, p.141.

[56] ۔القرآن 9:108

AL-Qur'ān 9:108.

[57] ۔آلوسی، **تفسیر روح المعانی**، ج6، ص25.

Âlōsī, **Rōh al-Ma'ānī**, vol.6, p.25.

ترجمہ: "اور اللہ تعالیٰ بہت زیادہ پاکی اختیار کرنے والوں سے محبت فرماتا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ ان سے محبت نہ فرمائے تو وہ کبھی بھی اللہ تعالیٰ سے محبت نہ کر سکیں۔ حضرت سہل سے منقول ہے کہ طہارت کی تین صورتیں ہیں 1: ذکر کو نسیان سے پاک رکھنا۔2: علم کو جہالت سے پاک رکھنا 3: اطاعت کو گناہوں سے پاک رکھنا۔ اور بعض نے کہا ہے کہ طہارت کی بہت سی اقسام ہیں۔ مثلاً اسرار کو خطرات سے پاک رکھنا، ارواح کو غفلت کے کاموں سے محفوظ رکھنا، دل کو شہوات سے پاک کرنا، عقل کو جہالت سے پاک کرنا، نفوس کو کفریات سے پاک کرنا اور بدن کو گندگی سے پاک کرنا۔ کسی نے کہا ہے کہ کامل طہارت یہ ہے کہ آدمی تمام غیر اللہ کی گندگی سے اپنے احوال کو پاک کرلے اور اللہ تعالیٰ ہی سیدھے راستے کی طرف ہدایت دینے والا ہے۔"

***نماز اور سجدوں کی فضیلت**

ارشادِ باری ہے:۔سیماهم في وجوههم من اثرالسجود[58] اس کی تفسیر علامہ صاحب یوں بیان کرتے ہیں:۔

سِيماهُمْ فِي وُجُوهِهِمْ مِنْ أَثَرِ السُّجُودِ له عز وجل وتلك السيما خلع الأنوار الإلهية، قال عامر بن عبد قيس: كاد وجه المؤمن يخبر عن مكنون عمله وكذلك وجه الكافر۔[59]

ترجمہ: "ان کی نشانی ان کے چہروں میں اللہ تعالیٰ کے لیے سجدوں کے نشانات ہیں۔ اور یہ نشانی دراصل انواراتِ الٰہیہ کا پرتو ہے۔ حضرت عامر بن قیس نے کہا کہ عن قریب مؤمن کا چہرہ اس کے عمل کے خزانے کی خبر دے گا اور اسی طرح کافر کا چہرہ بھی اس کے عمل کی خبر سے آگاہ کرے گا۔"

ان آیات کی تفسیر میں امام آلوسی نے نماز کے روحانی فوائد بیان کیے ہیں کہ نماز کی بدولت انسان برائیوں سے بچ جاتا ہے اور اس کا ظاہر و باطن منور ہو جاتا ہے۔ نماز ایسی عبادت ہے جو تمام عبادتوں میں سب سے محبوب ترین ہے بشرط یہ کہ اس کو پورے اخلاص کے ساتھ اور تمام واجبات و فرائض کو درست انداز میں ادا کیا جائے۔

***معرفتِ الٰہیہ کے لیے طلبِ صادق کی ضرورت**

عبادات، چاہے وہ ظاہرہ ہوں یا باطنہ ان کے حصول کے لیے سالک کا طلبِ مولیٰ میں صادق ہونا اور حرص و ہوس سے نجات ضروری ہے۔ چناں چہ فرمانِ الٰہی: وَلِبَاسُ التَّقْوَى ذَلِكَ خَيْرٌ"[60] کی تفسیر میں امام آلوسی صوفیانہ پہلو بیان فرماتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

ويقال: لباس التقوى هو لباس القلب والروح والسر والخفي ولباس الأول منها الصدق في طلب المولى ويتوارى به سوءة الطمع في الدنيا وما فيها. ولباس الثاني محبة ذي المجد ويتوارى به سوءة التعلق بالسوي.[61]

---

[58]۔القرآن 29:48

AL-Qur'ān 48:29.

[59]۔آلوسی، **تفسیر روح المعانی**، ج13، ص283.

Âlōsī, **Rōh al-Ma'ānī**, vol.13, p.283.

[60]۔القرآن 26:7

AL-Qur'ān 7:26.

[61]۔آلوسی، **تفسیر روح المعانی**، ج4، ص369.

Âlōsī, **Rōh al-Ma'ānī**, vol.4, p.369.

ترجمہ: "اور کہا جاتا ہے کہ تقویٰ کا لباس وہ دل وروح اور سر واخفاء کا لباس ہے۔ پہلے لباس میں طلبِ مولیٰ میں صادق ہونا ہے اور اس لباس کو دنیا ومافیہا کی طمع میلا کردیتی ہے۔ دوسرا لباس اللہ رب العزت کی محبت ہے جس میں ماسویٰ اللہ کا تعلق کا مضر ہے۔"

❖ روح المعانی میں معاملات سے متعلق آیات کے صوفیانہ مباحث کا تذکرہ

تفسیر روح المعانی میں معاملات سے متعلق بہت سی آیات ہیں جن میں امام آلوسی نے تفسیرِ اشاری کو مدّ نظر رکھتے ہوئے تفسیر بیان کی ہے تاکہ انسانی زندگی پر معاملات کے ظاہری فوائد وبرکات کے ساتھ باطنی اور روحانی فوائد وثمرات بھی مرتب ہوسکیں۔ اس لیے امام آلوسی نے تفسیر اشاری کے ذریعے معاملات میں بھی تصوف کے پہلو کو اجاگر کیا تاکہ اس میں بھی روحانیت برقرار رہے اور یہ رب تعالیٰ کی خوشنودی کا ذریعہ بنے اور انسانی زندگی کے ہر معاملے میں تزکیہ نفس برقرار رہے۔۔

*عہد الٰہی کی پاسداری

ایفائے عہد ایک لازمی اور اہم معاملہ ہے جس کی ادائیگی سے متعلق بہت سی آیات اور احادیث بیان کی گئیں، لیکن اگر یہ معاملہ اللہ اور بندے کا ہو تو اور بھی زیادہ اہمیت کا حامل ہے۔ فرمانِ باری ہے: الَّذِينَ يُوفُونَ بِعَهْدِ اللَّهِ وَلَا يَنقُضُونَ الْمِيثَاقَ وَ الَّذِيْنَ يَصِلُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ وَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ وَ يَخَافُوْنَ سُوْٓءَ الْحِسَابِ[62] اس کی تفسیر امام آلوسی یوں بیان کرتے ہیں:۔

عهد الله تعالىٰ مع المؤمنين القيام له سبحانه بالعبودية فى السراء والضراء، وَ الَّذِيْنَ يَصِلُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ اى فيصلون بقلوبهم محبة وباسرارهم مشاهدته سبحانه وقربته، يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ عند تجلى الصفات فى مقام النفس فينظرون الى البطش والعقاب فيلزمهم الخوف۔[63]

ترجمہ: "اللہ تعالیٰ نے مومنوں سے عہد لیا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی پوشیدہ اور ظاہر اًعبادت کرتے رہیں گے تو اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں محبت ڈال دی اور وہ اللہ سبحانہ کا مشاہدہ اور قرب حاصل کرتے رہتے ہیں، وہ اپنے رب کی تجلّی کے رعب میں رہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے احسانات اور عذابات دیکھتے ہیں اور خوف کھاتے ہیں۔"

*مالِ غنیمت کی تقسیم میں اشاری پہلو

اللہ تعالیٰ کے معاملات میں سے ایک معاملہ مال غنیمت کا بھی ہے کہ یہ کوئی لوٹ کا مال نہیں کہ جس کے ہاتھ جو سامان لگا وہی اس کا مالک ہوگا، بلکہ اللہ تعالیٰ نے مال غنیمت میں منصفانہ تقسیم فرمادی جس کے سبب مالِ غنیمت اصل حق داروں تک باآسانی پہنچ جاتا ہے۔ فرمانِ خداوندی ہے: وَ اعْلَمُوْٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَ لِلرَّسُوْلِ وَ لِذِی الْقُرْبٰی وَ الْیَتٰمٰی وَ الْمَسٰكِیْنِ وَ ابْنِ السَّبِیْلِ-اِنْ كُنْتُمْ اٰمَنْتُمْ بِاللّٰهِ وَ مَآ اَنْزَلْنَا عَلٰی عَبْدِنَا یَوْمَ الْفُرْقَانِ یَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ-وَ اللّٰهُ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ[64] اس آیت کی تفسیر میں امام آلوسی لکھتے ہیں:۔

وَ اعْلَمُوْٓا اى ايها القوى الروحانية، اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ اى من العلوم النافعة، فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ اى وهى

---

[62]۔القرآن 20:13

AL-Qur'ān 13:20..

[63]۔آلوسی، **تفسیر روح المعانی**، ج13، ص593.

Âlōsī, **Rōh al-Ma'ānī**, vol.13, p.593.

[64]۔القرآن 41:8

AL-Qur'ān 8:41.

كلمة التوحيد التى هى الاساس الاعظم للدين، لِلرَّسُوْلِ الخاص وهو القلب، وَ لِذِى الْقُرْبٰى الذى هو السر، الْيَتٰمٰى من القوة النظرية العملية، الْمَسٰكِيْنِ من القوى النفسانية، ابْنِ السَّبِيْلِ الذى هو النفس السالكة الداخلة فى الغربة السائحة فى منازل السلوك النائية عن مقرها الاصلى باعتبار التوحيد التفصيلى والاخماس الاربعة الباقية بعد هذا الخمس من الغنيمة تقسم على الجوارح والاركان والقوى الطبيعية۔[65]

ترجمہ: "واعلموا یہ روحانیت کو پختہ کرنے والوں سے خطاب ہے، غَنِمْتُمْ یعنی علوم نافعہ، خُمُسَهٗ اس سے مراد کلمہ توحید ہے جو کہ اسلام کی سب سے اہم بنیاد ہے، لِلرَّسُوْلِ سے مراد خاص ہے اور وہ قلب ہے لِذِى الْقُرْبٰى سے مراد راز، الْيَتٰمٰى سے مراد عملی نظریے کی پختگی، الْمَسٰكِيْنِ سے مراد نفسانی قوت ہے اور ابْنِ السَّبِيْلِ سے مراد وہ جان جو سلوک کی راہوں میں داخل ہو گئی۔"

یعنی اس کے روحانی ثمرات یہ ہیں کہ جو بھی تمہیں علم نافع ملے تو اس کا خمس کلمہ توحید ہے کہ وہ دل کا کلمہ ہے، قرابت داروں سے مراد راز ہے اور انسانی خواہشات سے وہ جان محفوظ رہتی ہے جو معرفت کی راہوں کی راہی ہو۔

حاصل کلام

امام آلوسی ایک نابغہ روزگار شخصیت ہیں، جو کہ علوم ظاہری و باطنی دونوں کے حامل ہیں۔ آپ کی تفسیر روح المعانی ظاہری اور اشاری تفسیر کا حسین امتزاج ہے۔ یہ اصلاً تفسیر اشاری پر مبنی نہیں ہے لیکن اس میں علامہ صاحب نے مسائل تصوف کو انتہائی جامع، عالمانہ، محققانہ اور مدلل انداز میں بیان کیا ہے۔ آپ کے تفسیری اشارات ایمان و یقین میں اضافہ، عقائد کی اصلاح، وعظ و نصیحت اور راہ سلوک میں راہ نمائی کے لیے نسخہ اکسیر ہیں۔ امام آلوسی نے عقائد، عبادات اور معاملات کے تحت آیاتِ قرآنیہ کے اشاری معنی کو ذکر کیا۔ سب سے زیادہ عبادات سے متعلق آیات میں تفسیر اشاری بیان کی ہے تا کہ ان پر عمل کے ذریعے اعمال کی درستی، تزکیہ نفس اور تصفیہ قلب حاصل ہو سکے۔ عقائد میں زیادہ تر ایمان باللہ کے تحت آنے والی آیات کا ذکر کیا، جب کہ ایمان بالآخرۃ اور ایمان بالرسل کے تحت آیات کی بھی تفسیر اشاری بیان کی ہے۔ اسی طرح عبادات معاملات پر بھی صوفیانہ روشنی ڈالی اور تزکیہ قلب اور تصفیہ نفس کی راہ ہموار کی۔

---

[65]۔ آلوسی، تفسیر روح المعانی، ج10، ص38

Âlōsī, **Rōh al-Ma'ānī**, vol.10, p.38.